بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔سورۃ الحجرات۔ آیت ۴

حجرے

میر مراد علی خان

علامہ شبلی نعمانی کتاب سیرت النبی جلد اول ص ۱۷۶ میں طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۳۶، (عربی ج ۸ ص ۱۶۷) اور کتاب وفا الوفاء کے حوالے سے مسجد نبوی اور متصل ازواج النبی کے مکانات کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی جب تعمیر ہو چکی تو مسجد سے متصل آپؐ نے ازواج رسول کے لئے مکانات بنوائے اُس وقت تک آپؐ کی ازواج میں حضرت سودہ اور حضرت عائشہ ہی تھیں اس لئے دو ہی حجرے بنے جب اور ازواج آتی گئیں تو اور مکانات بنتے گئے۔ یہ مکانات چھ، چھ ہاتھ، سات سات ہاتھ چوڑے اور دس دس ہاتھ لانبے تھے، چھت اتنی اونچی تھی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو چھو لیتا۔ (ایک ہاتھ اوسطاً (۲۰) انچ کا ہوتا ہے لغت المنجد لفظ ''ذراع'' ص ۳۵۱)۔ سات ہاتھ کا مطلب (۱۴۰) انچ یعنی تقریباً (۱۲) فٹ۔ یعنی زیادہ سے زیادہ یہ مکان جو در اصل حجرے تھے جو ۱۲ فٹ عرض میں ۱۷ فٹ طول تھے۔

طبقات ابن سعد (اردو) نفیس اکیڈمی کراچی ج ۸ ص ۲۶۳ میں مزید یہ لکھا ہے کہ ان گھروں میں صرف چار گھر کچی اینٹوں کے تھے اور پانچ گھر کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے تھے جن پر مٹی لپی ہوئی تھی ان کے دروازوں پر بالوں والی ٹاٹ کے پردے تھے۔ راوی لکھتا ہے کہ وہ پردے کو ماپ کر دیکھا تو وہ تین ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا۔ یعنی ۵ فیٹ لانبا اور تقریباً ۲ فٹ چوڑا۔ یہ تھا نقشہ امّہات المؤمنین کی حجروں کا۔ براہ کرم اس نقشہ کو ذہن نشین رکھیں۔

اس سلسلے میں علامہ شیخ ابوالفتح نے اپنی کتاب ''مناظرہ حسُنیہ'' میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک کنیز حسُنیہ کے مناظرہ کا ذکر کیا ہے۔ جس میں بصرہ کے سب سے بڑے عالم ابراہیم بن خالد، قاضی ابو یوسف، امام شافعی اور دیگر بہت سے علمائے وقت نے حصہ لیا۔ تحریر کرتے ہیں کہ ''حُسنیہ نے یہ سوال کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسولؐ اللہ نے مسجد نبیؐ میں بجز اپنے اور علیؑ اور اولاد علیؑ کے باقی اور سب کے دروازے بشمول حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بند کرا دئے تھے اور اس طرح مسجد سے اُن کو علحدہ کر دیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت رسالت مآبؐ کے گھر میں آپؐ کی اجازت کے بغیر داخل ہونے سے منع بھی فرما یا دیا تھا پھر بعد رسولؐ کس کی اجازت سے یہ دونوں (یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) مسجد نبوی میں دفن ہوئے؟۔ کنیز کے جواب میں امام شافعی نے کہا کہ '' اہلسنت کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ اور حفصہ نے اپنے اپنے مہر کے عوض اپنے اپنے باپ کو جوارِ رسولؐ میں دفن کیا''۔ کنیز نے سورۃ احزاب کی یہ آیت کریمہ پڑھی '' یآیھا النبی انآ احللنا لک ازواجک التی آتیت اُجورھن سورۃ احزاب ۵۰ اے نبیؐ ہم نے آپ کیلئے آپ کی بیبیوں کو جن کا مہر دیدیا ہے حلال کر دیا۔ حضرت رسالت مآب ﷺ اس بات پر مامور تھے کہ اپنی کسی زوجہ سے مقاربت کرنے سے قبل اُن کا مہر ادا کر دیں چنانچہ اس طرح اِن دونوں (حضرت عائشہ اور حفصہ) کا مہر کب کا ادا ہو چکا تھا۔ اب مہر میں رسولؐ کی زمین ملنے کا کیا سوال رہا''۔ اس پر ابو یوسف نے کہا کہ ''میرے خیال ہے کہ حضرت عائشہ اور حفصہ نے رسول کی میراث پائی تھی کیونکہ اموال شوہر میں زوجہ کا حق ہوتا ہے''۔

کنیز نے جواب دیا: '' سبحان اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ خود حضرت عائشہ کے باپ نے جناب فاطمہؑ کے طلب ترکہ فدک کے وقت یہ کہا تھا کہ ''نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وما ترکناہ صدقہ '' یعنی ہم گروہ انبیاء نہ میراث پاتے ہیں اور نہ میراث چھوڑتے ہیں اور جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ اب کس اعتبار سے حضرت عائشہ اور حفصہ نے میراث کے حصہ میں اپنے اپنے باپ کو دفن کیا۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ انھوں نے میراث پائی تھی تو یہ بھی غور کرو کہ بوقت وفات رسولؐ ۹ بیویاں موجود تھیں اور ایک بیٹی جناب فاطمہؑ زہرا، اور ایک چچا جناب عباس۔ حضرت رسول اللہ کے چند کمرے

تھےاورانکا احاطہ ۶ ہاتھ طول (لمبے) دس ہاتھ عرض (چوڑے) تھے۔اگرترکہ تقسیم ہوتو تمھارے عقیدہ کے بموجب نصف وچہارم بیٹی کاحق یعنی جناب فاطمہؑ زہرا کا حصہ ہوااور(۱/۸)، چچا کا اور باقی کے کل(۱/۸)میں ۹ازواج میں اگرتقسیم ہوتو شائد ایک ایک کوایک ایک بالشت بھی نہ آئے گی"۔ختم مناظرہ

تمام اُمت مسلمہ سے سوال ہے وہ یہ کہ۔

آنحضرت ﷺ وآلہ کہاں دفن ہوئے؟۔کیا وہ حضرت عائشہ کے اُس گھر(حجرہ)میں جس کا رقبہ ۱۲فیٹ عرض اور ۲۰فیٹ طول تھااس میں دفن ہوئے۔

۱۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر بعد دفن رسولؐ حضرت عائشہ کہاں رہتی تھیں۔ذہن نشین رہے کہ بعد وفات قبر رسولؐ کی زیارت کے لئے لوگوں کا آنا ثابت ہے

۲۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں واللہ ماعلمنا بدفن رسول اللہ حتی سمعنا صوت المساحي من جوف الليل ليلة الأربعا۔

کہ واللہ ہم کو دفن رسولؐ کی خبر ہی نہیں ہوئی مگراُس وقت جب ہم کدالوں کی آواز نصف رات کوسُنی اور شب،شب چہارشنبہ تھی۔سنن بھیقی ج ۳ ص ۴۰۹؛مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۶۲ اور ۲۷۴؛طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۰۶؛تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۳۹۔

اگر آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ کے حجرے میں دفن ہورہے تھے تو یہ نہ کہتیں کہ ہمیں خبر ہی نہ ہوئی۔

۳۔ آنحضرت ﷺ وآلہ کی وفات کے ڈھائی برس بعد حضرت ابوبکر کی وفات ہوئی اور یہ آنحضرت ﷺ کے پہلو میں اُسی حجرے میں دفن ہوئے۔

کیا حجرہ عائشہ میں اتنی گنجائش تھی یہ مردہ جن کی طویل قامتی مشہور تھی وہیں دفن ہوئے ہوں؟۔

۴۔ ۲۰ھ میں حضرت عمر فوت ہوئے انہوں نے مرنے سے قبل عبداللہ ابن عمر کے ذریعہ حضرت عائشہ سے درخواست کی کہ وہ حضرت ابوبکر کے پہلو میں دفن ہونا چاہتے ہیں۔چنانچہ وہ بھی یہیں دفن ہوئے۔

۵۔ ۵۰ہجری میں جب امام حسن علیہ السلام کا جنازہ ناناؐ کے پہلو میں دفن کرنے کے لئے لایا گیا تو أرادو ذلک فتنه قالت : البيت بيتي ولا آذن أن يدفن فيه أحدا اوقريبا منه جدا رويناه في تعليقه _ترجمة الإمام الحسن ابن عساكرص ۲۱ ؛ اليعقوبي في تاريخه : ج 2 ، ص؛ أنساب الأشرف ج 3ص۲۹۸ مقاتل الطالبيين - ص۸۲؛ أبو الفداء في تاريخه ۲۱۴

حضرت عائشہ مسلح لوگوں کے ساتھ "آئیں"،اورکہا کہ میں انہیں یہاں دفن کرنے کی اجازت نہیں دوں گی یہ گھر میرا گھر ہے۔اس سے ایک بات کا مزید علم ہوا کے اُس حجرے میں ایک اور قبر کی ابھی گنجائش تھی۔دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ جب یہ گھر حضرت عائشہ کا تھا تو یہ تھی کہاں؟اور آئیں کہاں سے؟۔

۵۔ واقعہ قرطاس جب کے رسول اللہ ﷺ وآلہ کے پاس مرض الموت میں اصحاب رسول اللہ ﷺ جمع ہوئے۔کیا اُسی چھوٹے سے حجرے میں جس کا رقبہ اتنا تھا جہاں چند لوگوں سے زائد کی گنجائش نہیں تھی اتنے لوگ جمع ہوئے اور اتنا شور مچا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے اُن سب کو یہ کہہ کر قوموا یعنی اُٹھ جاؤ نکال دیا۔طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۲۴۲۔

آنحضرت ﷺ وآلہ کہاں دفن ہوئے؟۔کیا وہ حضرت عائشہ کے گھر میں جس کا رقبہ ۱۲فیٹ عرض اور ۲۰فیٹ طول تھااس میں دفن ہوئے۔

اگر یہ صحیح ہے تو پھر بعد دفن رسولؐ حضرت عائشہ کہاں رہتی تھیں۔یہ ذہن نشین رہے کی بعد وفات اصحاب رسولؐ کا زیارت قبر رسولؐ کو آنا ثابت ہے۔

جواب

عن زید بن ثابت انه قال احتجر رسول الله ﷺ فی المسجد حجرۃ فکان رسول الله ﷺ یخرج من اللیل فیصلی فیھا قال فصلوا معہ بصلاتہ یعنی رجالا و کانوا یاتونہ کل لیلۃ حتی اذا کان لیلۃ من اللیالی لم یخرج الیھم رسول الله ﷺ۔ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وآلہ نے مسجد میں حجرہ بنایا آپؐ رات کو باہر آ کر اس میں نماز پڑھا کرتے تھے لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کیا اور ہر رات کو آپؐ کے پاس لوگ آنے لگے ایک رات آپ باہر نہ نکلے۔

أحتجر رسول الله صلی الله علیه و سلم حجیرة مخصفة أو حصیرا فخرج رسول الله صلی الله علیه و سلم یصلي صحیح بخاری جلد ۵ ص ۱۴۸۔ رسول اللہ ﷺ وآلہ نے مسجد میں اپنے لئے ایک کھجور کے پتوں کا حجرہ بنایا اور اس میں نماز پڑھنے لگے۔

صلی فی حجرتہ والناس یاتمون بہ من وراء الحجرۃ۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ وآلہ نے ''اپنے حجرے'' میں نماز پڑھی اور لوگوں نے اُس حجرے کے پیچھے اقتداء کی۔ سنن ابی داؤد (اردو) ج اول ص ۴۶۱، باب الرجل یاتم بالامام وبینھما جدار۔

عمدۃ القاری کتاب الاذان ج ۵ ص ۲۶۳ میں یوں ہے کہ صلی فی حجرتہ۔ الحجرۃ الموضع المنفرد من دار۔ اپنے کمرے میں نماز پڑھنے سے یہ مطلب اخذ ہوا کہ وہ کمرہ گھر سے جدا تھا۔

ہوسکتا ہے کسی قسم کا شک یا شبہ صحیح بخاری کی اس روایت سے پیدا ہو کہ فرمایا حضرت عائشہ نے أستاذن حزواجه ان یمرض فی بیتي ، فاذن له نے کہ جب رسولؐ اکرم بیمار ہوئے تو آپؐ نے اپنی دوسری بی بیوں سے اجازت لی کہ بیماری میں وہ میرے گھر میں ہی (یعنی حضرت عائشہ کے گھر میں) رہیں۔ اور تمام بی بیوں نے اجازت دیدی صحیح بخاری کتاب المغاذی۔

اس گھڑی ہوئی حدیث کی رد میں خود حضرت عائشہ کے ہی زبانی یہ حدیث ہے۔ ان رسول الله ﷺ لما کان فی مرضہ جعل یدور فی نسآئہ ۔ اپنے مرض موت میں ''بھی'' آنحضرت ﷺ باری باری ہر زوجہ کے پاس رہتے تھے۔ صحیح بخاری کتاب المناقب۔

بخاری شریف میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں چنانچہ ایسے کئی متضاد حدیثیں موجود ہیں جو ایک دوسرے سے اس لئے ٹکراتے ہیں کو گھڑی گئی ہیں مثال کے طور ایک حدیث جو ذوق اور شوق سے پیش کی جاتی ہے وہ یہ کہ فرمایا: یاأم سلمة لا تؤذینی فی عائشة فانه والله ما نزل علی الوحی وانا فی لحاف إمراة منکن غیرہ۔ صحیح بخاری کتاب المناقب عائشہ۔ (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ نے اے ام سلمہؓ! تم لوگ مجھے عائشہ کے بارے میں نہ ستاؤ واللہ تم میں سے کسی بی بی کی چادر میں مجھ پر وحی نہیں اُتری سوائے عائشہ کے۔ اس گھڑی ہوئی حدیث کی تائید میں کسی وحی یا کوئی آیت کے نازل ہونے کا واقعہ کہیں نظر سے نہیں گذرا۔ ہاں البتہ اس کے برخلاف ایک واقعہ مفسرین نے لکھا کہ آیت تطہیر کے نازل ہونے کے وقت حضرت عائشہ چادر میں آنا چاہا تو رسولؐ اللہ ﷺ وآلہ نے چادر کو کھینچ لیا اور کہا ''تنحي''۔ آپ نے فرمایا ''دور ہٹ جاؤ'' تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۴؛ تفسیر الثعالبی؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۶۴۴؛ شواہد التنزیل الحسکانی ج ص ۶۲)۔

''کسی بی بی کی چادر میں مجھ پر وحی نہیں اُتری سوائے عائشہ کے'' یہ حدیث بھی دیوار پر مارنے کے قابل ہے اس لئے اسی بخاری شریف میں یہ روایت موجود ہے۔

فانزل الله توبتنا علی نبیہ ﷺ حین بقی الثلث الاخر من اللیل ورسول الله ﷺ عند ام سلمةؓ۔: اللہ نے معافی کا حکم آنحضرت ﷺ پر اتارا، اس وقت ایک تہائی رات باقی رہی تھی اور آپؐ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ بستر میں تھے۔ بخاری شریف کتاب التفسیر سورہ توبہ (فتح الباری ج ۸

ص۹۱)۔سیرہ الحلبیۃ ج۴ص۴۵۰۔اس کو چھپانے کے لئے سیرۃ حلبیہ کے مصنف نے یہ صفائی پیش کی کہ حضرت ام سلمہؓ کے مکان میں وحی نازل ہونے پراس حدیث پرشک ہوتاہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ سوائے عائشہ کے کسی عورت کے بستر پر ہوتے ہوئے مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ارشاد رسولؐ کا اس واقعہ کے قبل کا ہوگا۔ **ما نزل علي الوحي في فراش امرأة غيرها۔بخاری (جلد ۴ ص ۲۲۱) وأجاب بعضهم بأنه يجوز أن يكون ما تقدم في حق عائشة كان قبل هذه القصة۔** سیرہ الحلبیۃ ج۴ص۴۵۱۔

اور یہ جو روایت کہ تم لوگ مجھے عائشہ کے بارے میں نہ ستاؤ۔ حسب ذیل کی حدیثوں سے پتہ چل جائے گا کہ یہ کتنی صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ جنھوں نے کسی کافر اور مشرک پر ہاتھ نہیں اُٹھایا مگر کم از کم دو مرتبہ حضرت عائشہ پر ضرب لگائی۔اور آپ ﷺ وآلہ کے سامنے کئی بار حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ کو مارا بلکہ اتنا مارا کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔کسی ایک حدیث میں یہ پتہ نہیں چلتا کہ رسول اللہ نے منع کیا ہو یا کسی قسم کی ناپسندیدگی اظہار کیا ہو۔کنز العمال ج۱ص ۲۸۵، ۲۹۱۵ سلسلہ ۳۷۷۸۶

وقالت عائشة رضي عنها : قالت أمرني رسو ل الله صلى الله عليه وسلم : " أغسل وجه أسامة " ـ يوما وهو صبى فجعلت أغسله وأنا أنفة **فضرب يدي** ثم أخذه فغسل وجهه ـابن عساكر ج۸ ص . ۶۸؛الاحيا العلوم ج ۲ص ۱۳؛مسند ابی یعلی ج۷ ص۴۳۵ ؛كنزالعمال ج۱۳ ص ۲۷۱ سلسله ۳۶۷۹۸ ؛ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ وآلہ نے مجھے حکم دیا کہ اُسامہ کا منہ دھلاؤ۔اور وہ ان دنوں بچہ تھے جب میں منہ دھلوا رہی تھی اور مجھے اس عمل سے گھن آرہی تھی آپؐ نے یہ منظر دیکھ کر میرے ہاتھ پر مارا (فضرب يدي) اور خود منہ دھلانے لگے۔

فلهدني في صدري لهدة أو جعتني عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے غضب ناک ہوکر میرے سینہ پر گھونسہ مارا کہ مجھے شدّت کا درد ہوا اور فرمایا کہ تونے یہ خیال کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوتے ہوئے تیری حق تلفی کروں گا؟۔صحیح مسلم جلد۱کتاب الجنائز۔ص۴۰۱؛سنن النسائی ج۵ص۲۸۸

آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ حضرت صفیہ کا اونٹ عائشہ کے اونٹ سے بدل دیں۔عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: آپ کا دعویٰ ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں؟**انک تزعم أنک رسول اللہ**؟، آپ نے فرمایا**أفي شک أني رسول اللہ**؟ : کیا تمہیں اس بارے میں شک ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟عائشہ نے کہا**فما لک لا تعدل** : پھر آپ انصاف کیوں نہیں کرتے ؟۔عائشہ کہتی ہیں یہ سن کر **فكان أبوبكر فيه حدة، فلطمنى على وجهي**: میرے باپ کو غصہ آگیا اور انہوں نے ایک دم میرے چہرے پر طمانچہ مارا۔سیرۃ الحلبیہ ج۳ص۲۷۷

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: کسی دن رسول اللہ ﷺ سے جھگڑا کر رہی تھیں اثنا گفتگو میں میں نے رسول اللہ کی بے ادبی کی میرے باپ نے سُن کر مجھے مارنے کے لئے جوتی اُٹھائی۔میری ماں نے روک دیا اور رسول اللہ ﷺ ہنس رہے تھے۔ الدر المنثور ج۶ ص ۱۴۰ ؛ سيرة الحلبية ج ۲ ص ۵۸۳۔

بس یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ اسی حجرے میں دوران علالت قیام فرمایا تھا اور اسی کمرے میں آپ کی وفات ہوئی اور اسی حجرے میں آپؐ دفن ہوئے جو آپؐ کے لئے مخصوص تھا۔بعد وفات رسولؐ اکرم مدینہ سرکار نے (سرکار مدینہ نہیں) جہاں کئی مراعات حضرت عائشہ کو عطا کئے تھے وہاں یہ حجرے اور اسکے قرب وجوار کی زمین بھی عطا کردی تھی۔جب وظیفے مقرر کئے جانے لگے تو ازواج رسول گو فی کس دس ہزار دیا جاتا تھا اور حضرت عائشہ کو ۱۲ ہزار دیا جاتا تھا کنز العمال ج۱۲ص ۶۹۴ سلسلہ ۳۷۷۵ میں اس روایت کے ساتھ یہ تحریر ہے کہ **فی اعتلال القلوب** یعنی بیمار دلوں کے لئے۔طبقات ابن سعد جلد ۸ ص۶۷؛ سیر اعلام النبلاء ج۲ص۱۸۷۔ واضح رہے جہاں حضرت عائشہ کو ۱۲ ہزار دینار وظیفہ تھا وہاں اصحاب بدر ہونے کی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام کو ۵ ہزار دینار مقرر تھے۔تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۲۴۴ (اردو) عربی ج۲ص ۱۵۳؛ کنز العمال ج۴ص۵۶۰ سلسلہ ۱۱۶۴۸۔

ایک بات قابل غور ہے وہ یہ کہ صرف بدر کے اصحاب ہی کو وظیفہ دینے کا معیار مقرر کیوں بنایا گیا۔غور کرنے سے یہ عقدہ کھلے گا کہ اسی ایک جنگ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کسی نے بھاگتے ہوئے نہ تو دیکھا اور نہ بھاگنے کی نوبت آئی۔اگر وظیفہ دینے کا معیار اصحاب اُحد،خندق،خیبر، اور حنین ہوتی تو مسئلہ دوسرا پیدا ہوتا اور خود وظیفہ دینے والوں کا حصہ مارکھاتا۔

عن عائشة رضى اللّٰه تعالى عنها قالت لقد توفي النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وما في رفي من شيء يأكله ذو كبد إلا شطر شعير في رف لي فأكلت منه حتى طال علي فكلته ففني ۔صحيح بخارى كتاب الرقاق باب فضل الفقر ج۵ فرماتی ہیں کہ جس وقت حضرت رسول اللہ ﷺ نے انتقال کیا تو میری مکان میں کھانے کے لائق کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ کوئی کھاسکے سوائے تھوڑے سے جو کے۔میں اُس کو کھاتی رہی چند دن تک کھانے کے بعد وہ بھی ختم ہو چکا تھا۔صحیح بخاری شرح تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۰۵ ۔

یہ حال وقت وفات رسولؐ تھا اور بعد رسول ﷺ چند ہی عرصے میں یہ اتنی تونگر ہوگئیں تھیں کہ اپنی جائداد سے اپنی بہن اسماء بنت ابی بکر کو جو جائداد ہبہ کی تھیں اُن میں سے صرف ایک کی قیمت اُس زمانے ایک لاکھ دینار تھی۔چنانچہ بخاری میں یہ روایت موجود ہے:باب هبة الواحد للجماعة وقالت أسماء للقاسم بن محمد وابن أبي عتيق :ورثت عن أختي عائشة بالغابة وقد أعطاني به معاوية مائة ألف فهو لكم(اردو تیسیر الباری جلد سوم ص ۵۷۴،باب هبة الواحد۔ایک چیز کئی آدمیوں کو ہبہ کرے۔اسماء بنت ابی بکر نے قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن ابی عتیق سے کہا کہ مجھے میری بہن عائشہ سے ترکہ میں غابہ میں کچھ جائداد ہاتھ آئی،معاویہ نے اس کے ایک لاکھ دینار دینا چاہا میں نے اُس کو فروخت نہیں کیا۔یہ جائداد تم دونوں لے لو۔